الحمد للہ رب العالمین

مجموعۂ چہار سدین باسم تاریخی اربع عناصر جنت ۱۳۵۴ھ

مصنفہ بلبل تسلیم حاجی محمد اسمعیل خان صاحب رامپوری

شکایت قسمت

حسب ارشاد جناب سید معقول احمد صاحب بی اے افسر پبلک انفارمیشن ریاست رامپور

باہتمام منشی محبت علیخان قادری

مالک حامدی پریس

بخیر و خوبی طبع ہو کر شائع ہوا

شکایت قسمت

دیکھا چین نہ تیرے مجھ قسمت ہونے
سیوں نہ آرام دیا بیچھوں دی راحت ہونے
دل لیا ہے بیٹھ لے سرکدی ہے حسرت ہونے
بیت وچار دی اوہ دولت ہونے

بخشے دنیا میں جسے چاہے شرف میں دیکھوں
وہ بھی بے چین رہے جسکی طرف میں دیکھوں

سونا زر کوئی بیت ہیں مجبور ہوا ہیں
بکا ہے تسے اور ہیں بیلو پر ہوا ہیں
نصیب ہے جہاں سے تیرے مقدر ہوا ہیں
تیرا نصیب اور ہیں نہ ہیں مقصود ہوا ہیں

نقش پر اپنے دم کن ہی جفا کی میں نے
عشق سی چیز کو جانا یہ خطا کی میں نے

جب نظر آئے جو اپنا سا نصیب ہے ہے
دل نے ارادہ دل سے معدوم ہے ہے
عشق ہیں ابھی عشق بھی تصور ہے وہ
ہجر وا اداؤں تو تصویر ہے وہ

کاش یوں ہو کے فنا حسن لقا کو دیکھوں
چشم سوئے کی نگاہوں سے خدا کو دیکھوں

حسن دیدنی جلوہ سے ہے جھوٹا
کھو بیٹھی تجلی سے ہے جھوٹا
بیٹھا ادا سے تو تصور ہے جھوٹا
بیٹھا ادا سے ہے جھوٹا

لن ترانی کی صدا ہوش ربا تھی گویا
جرم رب ارنی کی یہ سزا تھی گویا

شیخ نے نفی دلائی وہ انا الحق کی صدا

دار پہ سر کیا منصور کو بھیجو جو خدا

ذات میں ہو کے فنا باقی رہے عاشق بے ریا

واقف ہو حقیقت سے جو جانا سے

نظم عالم کو سمجھتے ہیں شریعت والے
عشق اور حسن سے واقف ہیں محبت والے

شیخ نے حسن سے کی ایسی ہی محبت جو ہو

عشق نہ پیدا کیا تا بہ سبب ویسے جو ہو

سب کہ ال ہی ہیں بس پہ حسن ہی حقیقت جو ہو

سو جو آج بانے دو ہے سب آراستہ جو ہو

عشق اور حسن کے رازوں کو کوئی کیا جانے
جب پس پردہ ہوں نازوں کو کوئی کیا جانے

سب حقیقت وحدت کا بنا کر سب شیدا
نصیب کس طرح سستایا بیچنے نہ سے کیا سب
جیا بنا جاں کی پھیر کر بنا ہوں صبح اصحاب
ذرے ذرے میں نظر آتا ہے جلوہ اوسکا

پتّے پتّے کی زبان پر ہے گواہی اوسکی
حکمراں وہ ہے دو عالم میں ہے شاہی اسکی

دیکھتا رہتا ہوں قسمت سے نئی شان پہ ہو
سبز دوں پھول پر سب پھلواں سے ہر پہ ہو
جون کا بیان ایسا بنا کر یہ ہے شمس و ان ہو
رکھا جب ہیں وہ ہے کہاں رکھ تصویر ہو

رنگ نیرنگیٔ عالم کے تماشے دیکھے
چار و ناچار جو آنکھوں سے دکھائے دیکھے

جیتے ہیں جی جیسے بھی ساں کسی بہانے جیتے ہیں
بیتے ہیں ہم دن رات نہ وفا ہیں سے بیتے ہیں
ہم جیتے ہیں ہمیں ناز دل وہ ملا ہمیں جیتے ہیں
بین ہیں فریب نہیں ہی جہاں ہیں بیتے ہیں

تجکو ہر رات نیا روپ بدلتے دیکھا
دل کے ارمان کو دل سے نہ نکلتے دیکھا

اب سب اردو ادب کی ہے سستی جس من ہے
ادبی نیت سے سر کرنا بھلا ہمیں منحرف ہے
نا جو صفت کی سے ایجاد و من ہے
شعر بازی بن من اراز احرن ہے

گردشیں روز بدلتا ہے زمانہ کیا کیا
تیرا کم بخت نہ بدلیگا نہ پہلو بدلا تو

شعبدہ و فن لطف ادا سے سیکھ ہیں کسے
عیدکا چاند ہیں سے آ ہے مہینہ
سرحد اتے جانا سے شب و روز بیتی ہیں مہینہ
عشق بے سیکھ ہیں سے کرنا ہے نا سمجھ

سیج تو آکسانے تکلیف مجھے دیتی ہے
درد بن بن کے مرے چٹکیاں کیوں لیتی ہو

یہ جو اک لاج ہے دنیا میں انسان میں
یاد ہے مجھے اک سا کبھی کی نقصان لا ہے
حسرت ہیں کہ دونوں ہیں دل میں سیاں ان میں
جب سے جب ہوں ناتوان ہیں

تیرے جدا ہو کے دن رات مزے لیتا ہوں
یاد پی پی کے تجھے دل سے دعا دیتا ہوں

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تو اگر چاہے تو آسان یہ مشکل ہو جائے
بزم ماتم ترے عیش کی محفل ہو جائے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تو دکھاتی ہے مجھے تریا چلتر اپنے
راہو اچھا نہیں بگڑے ہیں نچھتر اپنے

دور سے سارا دن کی ادا دیدہ ویران بنی ہو ہے
یہ جادو نہ ہوا یہ کہ مرنج و رنجش بن سے بہت ہوا ہے
نہ نبی نہ ہے سے جو ہوئی تاریخ جملہ ایسا ہو
صبح کا سحر سے بہت ابرال ادا دل ایسا ہے

جب نہ ہو قدرِ سخن کا ہے کہ دُر باری ہو
بے زری کی نہ شکایت ہے نہ زر داری ہو

بزمِ فن کا یہ ہوا رنگ کہ گلشن میں نہ چمن میرا
دو سیت سے کہتا ہے جب ہوتا ہے وہ نہیں میرا
و نہ ستا ہے ہنا سے ہے ہنس ہے وہ امن میرا
آخر یہ ساں آ ہے کہ اڑا جاتا ہے بیکل وطن میرا

مجھکو طالع کی نحوست سے یہ اندیشہ ہے
مثلِ فرہاد کبھی سر مرا اور تیشہ ہے

سوچ تو دو دل سے مری دل سے نازک ہے بہت
خجلت سے ترا دل نہیں ہے سے مری بیمار ہے
سب کو بیمار ہے سے ہو سے نظر دید دار ہے
اب نیازی ری جو نظر ... ہے

ابتو للہ بدل ڈال تو خصلت اپنی
طالع غیر میں بھر دے یہ نحوست اپنی

میں نے ... سے ہو سے دریا ہی نازنے دیکھے
دیدہ ... والوں سے لالے ... دیکھے
پال ... سے ... دیکھے
دن ... سے ... دیکھے

سیکڑوں رنگ فلک کو بھی بدلتے دیکھا
تجکو بگڑی ہوئی قسمت نہ سنبھلتے دیکھا

[illegible]

تجکو بے مہر گوارا ہوئی ذلت میری
یہ قلق ہے ترے ہوتے نہیں عزت میری

[illegible]

میرا دکھ درد بھی یاروں کی ہنسی ہے گویا
میری تکلیف میں انداز خوشی ہے گویا

بیکسی وائے نہ جینے جس سے نہیں آتا ہے
رو رو کے بس بیتی فلک ظلم سے ہم دیتا ہے
حیلہ باب ہے دل ہم کو بتاتا ہے
ہمسر دو ہی نہ ہمہ جان جو بتاتا ہے

راتدن بیتی ہے گردش ایام اوسے
ضعف دینے لگا اب موت کا پیغام اوسے